برادرم محترم!

میں نے آپ کے رسائل و مسائل کی لہو الحدیث کی بحث کے بارے میں جو یہ گفتگو کی ہے تو اس کی شرعی اور فقہی حیثیت پر آپ نے اس پر پہلے ہی کافی کلام کیا ہے اور وہ بہت کافی ہے۔ یہ تو وہ ہی دورِ حاضر میں سواری کے لیے ریل گاڑی کے استعمال کے جواز و عدمِ جواز کی بحث کے مترادف ہے۔ بہر حال میں نے منتشر طور پر صرف دردِ دل کی چند باتیں عرض کی ہیں۔ آپ کی اس تشویش میں برابر کا شریک ہوں کہ:

"اب مجھے یہی تشویش ہے کہ کچھ عرصہ بعد اس پسپائی کا احساس ہوگا جو ادبی کام کی کوتاہی کی وجہ سے غیر محسوس طور پر واقع ہو رہی ہے اور ایک ایک دن اس کی کمی کی تلافی کا جذبہ بیدار ہوگا۔"

میرا خیال ہے کہ اب اس جذبے کی بیداری میں مزید تاخیر مہلک ہوگی۔ میری بھی یہی دُعا ہے کہ ہمارے نوجوانوں اور نئے لکھنے والوں میں ادبی میدان میں کام کی کمی کا احساس زیادہ بیدار ہو۔ اور وہ آگے بڑھ کر اس خلا کو پورا کریں۔ خواتین اور طالبات میں اس کا احساس و شعور موجود ہے اور مزید اجاگر ہو گیا ہے۔ پھر ان کے ہاں خاصا کام بھی ہو رہا ہے۔ لیکن مردوں میں یہ پہلو تشنہ ہی نہیں مجرمانہ حد تک کوتاہی کا شکار ہو گیا ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ کوئی ایک وسیع تر مجلسِ مشاورت بلا لیجیے جو اس پہلو پر کام کا نقشہ سوچے تاکہ اس ویرانے میں بھی اذان کی آواز گونجے۔ جیلانی بی۔اے نے ایک بار اس ویرانے میں ایک اذان دی تھی لیکن جب انہوں نے اپنے پیچھے صف میں چار آدمی بھی جمع نہ پائے تو بیٹھے پھیر کر واپس چلے گئے۔ بہر حال اس راہ گذر پر نئے چراغ روشن کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ میں اپنا خونِ جگر اس چراغ کی لو تیز کرنے کے لیے پیش کرنے کو تیار ہوں۔

۲۔ گیلانی صاحب کے خط کا جواب از نعیم صدیقی

برادرم اسعد گیلانی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مکتوب کیا ملا، گویا دبستان کھل گیا۔ آپ نے جو کچھ لکھا، سب اچھا ہی اچھا ہے،

اس کے متعلق کیا لکھوں ۔ وہ ایک جگہ میرے اور آپ کے خیالات کی رَو میں کچھ کچھ الگ ہوتی ہیں ۔ ان پر بات کر لیتے ہیں ۔ وہ تین نکات :۔

۱۔ آپ نے "لہوالحدیث" کے سلسلے میں میری گذارشات کی جو تحسین فرمائی اس کے لیے صد گونہ سپاس ۔

۲۔ لیکن میں اپنے لیے حسرت و یاس کا الزام قبول نہیں کر سکتا ۔ اس لیے کہ اگر مجھے یہ روگ لگتا ۔۔۔ تو میرے قلم کی نوک اگر ٹوٹ نہ جاتی تو اُسے زنگ ضرور لگ جاتا ۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں برابر لکھ رہا ہوں ۔۔۔ ادب اور شعر لکھ رہا ہوں ۔

دراصل حسرت و یاس کا ترجمہ آپ نے اپنی تحریر کے آخر میں خود ہی "تشویش" کے لفظ سے کر دیا ہے ۔

۳۔ میرا کہنا یہ بھی نہیں کہ اسلامی روحِ فکر کو اُبھارنے والی ادبی تحریک کام نہیں کر رہی اور نظم و نثر میں ہماری تہذیبی اخلاقی قدریں اُبھر نہیں رہیں ۔

۴۔ میرا کہنا صرف یہ ہے کہ تحریکِ اسلامی کے وابستگان ۔۔۔ اُوپر سے لے کر نیچے تک ۔۔۔ (آپ اور دوسرے چند خاص خاص اربابِ احساس کو چھوڑ کر) ادب کی تحریکی حیثیت اور دُنیا بھر میں ادبی نظریات کے تصادم اور ادبی کام کی انقلابی اہمیت جیسے موضوعات پر حاوی ہونا تو کجا ، ادب (خصوصاً براہ راست قسم کی خطابت مضمون نویسی سے ہٹا ہوا ادب) سے پوری طرح حظ اندوز بھی نہیں ہو سکتے ۔ ان کے لیے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ جو کام صراحت کے انداز سے بصد مشکل چل رہا ہے وہ کنایت کے انداز سے کیسے آگے بڑھے گا ۔

ہمارے پاس اوّل درجے کا ناقد ناپید ہے بلکہ دوسرے درجے کے ایسے ناقد بھی نہیں ہیں جو کام کرنے والوں کے کسی فن پارے ، کسی کتاب یا کسی نظریے پر چار سطریں لکھ سکیں ۔ ناشر نہیں ہیں جو ادبی اور شعری مواد اشاعت کے لیے طلب کریں ۔ ایسے پڑھنے والے کثیر تعداد میں نہیں ہیں جن کی پسند و ناپسند ہمیں آگاہ رکھے کہ کس طرح کا سوچنا اور کس طرح کا لکھنا مناسب ہوگا یا گوارا ہوگا ۔ ان کوتاہیوں کو محض یہ تصور پورا نہیں

کر سکتا ہے کہ پوری ایک کھیپ تیار ہو گئی ہے۔

اب اگر ان حقائق کو کوئی دیکھتا اور محسوس کرتا ہو اور بیان کرے تو آپ اُسے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ نا امیدی و حسرت و یاس کی زد میں آگیا ہے۔ بلکہ یہ ایسی ہی بات ہے کہ ایک آدمی دیکھتا ہے کہ ایک چمن میں ایک خاص طرح کے پھول نہیں ہیں تو وہ یہی کہے گا کہ "نہیں ہیں" — آخر وہ ان کو "ہیں" کس طرح کہہ دے؟ ایک گاڑی کے ایک پہیئے میں ہوا نہیں ہے۔ آخر گاڑی سے محبت کرنے والا بھی یہ کیسے کہے کہ اس میں ہوا ہے؟

۵ — میری کتابوں میں جو کمیونسٹ لٹریچر پڑا ہے اُس میں لینن کے خیالات آرٹ پر بڑی تفصیل سے موجود ہیں۔ دوسرے دانشور اشتراکی لیڈروں کے بھی۔ دراصل وہ لوگ پہلے دن سے اپنی نظریاتی تحریک کے ساتھ یہ سوچ کے چلے تھے کہ فلسفہ تاریخ کونسا چاہیے، صحافت سے کس طرح کام لینا ہے، ادب کی گاڑی کس طرح چلے گی۔ مزدوروں اور کسانوں کی قوت سے کس طرح کام لیا جائے گا۔ ہمارے یہاں بہت کچھ سوچ لیا گیا اور بہت کچھ نہیں سوچا گیا۔

۶ — یہ تو ٹھیک ہے کہ جدید دور کی مخصوص ادبی تحریکات (خصوصاً ترقی پسند اشتراکی تحریک) نئی چیزیں ہیں، مگر یہ غلط فہمی قارئین کو آپ کی تحریر سے نہ ہو کہ ہمارے ہاں پہلے سے اس سلسلے میں کوئی کام اور کام کی لکیر موجود ہی نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ادب کی قوت کا کون شناسا ہوگا، جنہوں نے اپنے ایک اُمتی شاعر (حسان رضؓ بن ثابت) کو منبر پر بٹھا کر شعر پڑھوائے۔ اور جبریل امین کی تائید کی بشارت دی اور کعبؓ بن زہیر کا قصیدہ سن کر چادر اُتار کے دے دی۔ قرونِ اُولیٰ میں ہر واقعہ کے متعلق ادبی و شعری ریکارڈ موجود ہے بلکہ بعد کی ساری تاریخ میں رہا۔ ایران میں اسلام گیا تو شعر و ادب کے دھارے کا رُخ بدل گیا۔ برصغیر میں غالب سے اقبال تک اور عبدالحلیم شرر سے مولانا مودودیؒ تک جو عظیم الشان پیش رفت ہوئی اُسے بخوبی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ میں نے جو بات چھیڑی تھی کہ تحریکِ اسلامی کے ادب میں لفوذ اور

اس کے فہم و شعور کے متعلق تھی۔
اب آپ جس طرز کا کام کرنے پر تیار ہیں وہ اس طرح کا نہیں کہ آپ کا اصل کام ہی تخلیق ادب ہو، بلکہ آپ اصل میں تو جماعت کی قیادت، اسمبلی کی رکنیت اور عام کتاب نویسی اور مقالات نگاری اور خطابت کا کام کریں گے، ضمناً کبھی ادب کے نام پر بھی پھبنک دیا کریں گے۔ (اور یہی ہم سب کرتے ہیں)۔ بس یہ سمجھ لیجیے کہ اس طرح وہ ادبی تحریک نہیں چلتی جو ادبی لیڈرشپ آپ کی طرف منتقل کر دے۔ ہمیں صرف ادب کی ضرورت نہیں، ادبی لیڈرشپ کی ضرورت ہے، تب ہمارے بڑے نصب العین کو تقویت ملتی ہے۔
ایسے ادبی کام کے لیے جس طرح کے سوچنے والے ذہن چاہئیں، ہمارے پاس کم ہیں۔ زیادہ ہوتے تو وہ میرے آپ کے کہے بغیر کام کا راستہ سمجھ لیتے اور گاڑی چل کر آگے تک جا چکی ہوتی۔
یہاں تو حال یہ ہے کہ بالعموم ادب کو سیاست کاری کے تابع رکھنا پسند کیا جاتا ہے حالانکہ اچھے ادب کا نشوونما اس طرح ہوتا ہی نہیں کہ اپنے عقیدے کے فطری اظہار کے بجائے آدمی بنے بنائے چینلز میں سوچے۔ میرا ذہن تو اس کو گوارا نہیں کرتا کہ کوئی غیر ادبی شخصیت ادبی کام کرنے کے لیے اُٹھے یا ادبی خدمات سے تہی دامن کوئی شخص ادبی اسٹیج پہ جلوہ گر ہو۔ اسی طرح نمایاں سیاسی اکابر کو ادبی تنظیموں کی کشتیوں کا ناخدا نہیں بننا چاہیے۔ کیونکہ اس طرح سے سیاست والا تعصب اُدھر بھی اثر انداز ہو جاتا ہے۔
یہ باتیں میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ غلطیِ فکر کے پہلو واضح ہو جائیں تاکہ آئندہ لوگ بہتر کام کر سکیں۔
۸- دائرہ ادب میں بہتر کام انجام دینے والوں کی بڑی اہمیت محسوس کی جانی چاہیے ادب کی وہ ویلیو (VALUE) بڑھانی چاہیے۔ اچھے ادب کی تخلیق کے لیے ہمارے ممتاز اصحاب کو بات کرنی چاہیے۔ لیڈروں کو اچھی ادبی تحریریں اور اشعار پڑھنے چاہئیں جو لوگ اسلامی خطوطِ فکر پہ کام کرتے ہوئے کوئی اچھا قدم آگے بڑھائیں ان کو داد

دی جانی چاہیے۔ اچھی کتابیں لکھنے والوں کو خطوط لکھنے چاہئیں۔ اِس طرح وہ فضا پیدا ہوگی کہ نوجوان قوّت ادب میں سر اُبھارنے لگے۔

۹۔ مسئلہ جذبہ پیدا کرنے تک محدود نہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں میں ذوقِ ادب بڑھے، ذوقِ ادب مطالعۂ ادب سے بڑھتا ہے، اچھے ادب پاروں، اچھی کتابوں اور اچھے ادیبوں کے حوالے سے بڑھتا ہے۔ لوگوں میں ادب شناسی اور ادب سے حظ اُٹھانے کا ملکہ ہونا چاہیے۔

ہمارا ناکام طریقِ کار اس پہلو سے یہ رہا کہ کسی بھی طرح کے اجتماع کو پروگرام کا ایک سوچ کر مشاعرہ بنا دیا یا ادبی اجلاس قرار دے دیا۔ حالانکہ ادب کا قاری اور ادب کا سامع بننے کے لیے بھی خاصی محنت و کاوش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کام کے لیے کاش کہ کوئی تربیت گاہ سال چھ ماہ مسلسل ایک ایک کلاس کو تیار کرتی رہے۔

۱۰۔ بہرحال جہاں تک آپ کے نیک عزم کا تعلق ہے، آپ آگے چلیں، ہم بھی ساتھ ساتھ گھسٹتے چلیں گے۔ انکار کی کہاں مجال! آگے چلنے کے بعض مواقع آئے، مگر میں اپنے ادبی شعور و فہم کی وجہ سے مجبور تھا کہ اگر اپنی شرائط پر چل چلا نہ سکوں تو تنہا کام کرتا رہوں۔ اپنی حد تک مجھے کوئی مایوسی نہیں ہے نہ کسی طرح کی حسرت!